



آئندہ نسلوں کے اسلام کی ضمانت اور ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری

قرآن مجید اور آسمونہ انبیاء کی رشتنی میں
دینی تعلیم کی اہمیت و ضرورت کے موضوع پر

ڈوایان افزود و لولہ الگیر تقریبیں

ابن
مولانا سید ابو الحسن علی نبی

صدیق ٹرست

مدد و معاونت سوسائٹی نسیم ۱۹۷۸ء
کاروں ایسٹ نیو سیڈنی ٹرک کریج نمبر ۴۰۰



ایمان کی حقیقت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بیلا از ماٹسے میں ڈال کر آزماتا ہے حالانکہ وہ اس سے خوب واقعہ ہوتا ہے۔ ایسے ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے ہونے کو اگت میں تپا کر کھرا کھوٹا معلوم کرتا ہے۔ اس آزمائش کے بعد کوئی تو خاص اور اصلی ہونے کی طرح نہ لکھا (یعنی اس آزمائش کو خدا کی فیصل بھی کر صیرے کا لیتا ہے) یہ وہ شخص ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گن ہونے سے محفوظ رکھا، اسے میں سے کوئی وہ ہوتا ہے جو اس سے کم درجہ کا ہوتا ہے۔ وہ شخص ہوتا ہے جو کچھ شکس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (یعنی آزمائش کے اسباب و علل پیاس کرنے لگتا ہے) اسے میں سے کوئی اسما ہوتا ہے جو کالے سونے کے طرح ہوتا ہے۔ (یعنی ذرا بھی صبر و تحمل سے ہیسے کر پاتا ہے) مصیبتوں میں پڑگی۔

رسالۃ المسترشد

(حارث محبی بغدادی دھنیقی و تحریک شیخ عبد الفتاح البغدادی)

حَدَّى اللَّهُ طَرِيْفُهُ

صَاحِبُ الْأَسْنَافِ الْمُنْذِرُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



پیش لفظ

(از۔ ڈاکٹر محمد اشتیا جمین قریشی سکریٹری دینی تعلیمی کونسل)

موجودہ نظام تعلیم جو اس وقت ہمارے ملک میں رائج ہے مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے انتہائی تشویشگار بیچیڑہ اور خطرناک ہے:

بانخصوص ابتدائی تعلیم درجہ ایک سے درجہ پانچ تک اس عرصہ بچوں کے ذہن آسانی سے منتاثر ہو جلتے ہیں نصاب تعلیم میں ایسی کتابیں داخل کی گئیں اور ایسا باق شامل کئے گئے ہیں، جن کے پڑھنے کے بعد کسی بچہ کا اسلام پر اباقی رہنا مشکل ہوتا ہمارا ہے اس احساس کے ماتحت ۱۹۵۹ء میں دینی تعلیمی کونسل کا قیام عمل میں آیا تھا۔

حضرت مولانا علی میاس صاحبؒ جو دینی تعلیمی کونسل کے صدر بھی ہیں اس شدہ کی اہمیت اور ضرورت پر بے شمار تقریریں کی ہیں، یہ دو تقریریں ہو گو کھپور اور لاہور کے جلسے اور کالونیز میں کی گئی ہیں، اس اعتبار سے بیداہم ہیں کہ ان میں قرآن مجید کی آیات کو روشنی میں وضاحت کی جائیں گے اور اباؤ راجہ زہیا گیا ہے خطرناک پہلوؤں کی وحشت کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے، مولانا نے زور دے کر کہا کہ "مسلمان کسی نسلی تسلسل کا نام نہیں ہے، کسی قومیت کسی تہذیب کا نام نہیں ہے، اسلام محض ایک تہذیب خالی ایک کلچر نہیں، ذات برادری کا نام نہیں ہے"۔

”اصل فسیلت صحیح حقیدہ اور اللہ سے صحیح رشتہ علامی و جبرود یتکہنے اور اس کے لئے صحیح طریقہ تعلیم جس پر خدا کی ہر دو ضروری گھنٹہ کی رحمت اور خدا کی نصرت فرد و امت کی نجات اور انسانیت کے مستقبل کا دار و مدار ہے۔“

”آن ہماری اصل کمزوری یہ ہے کہ ہم اس کے لئے مسموی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں ہم اپنے بچوں کے لئے اس خطرے کے تصویر سے نہیں ارتستے کہ وہ صحیح دین و حقیدے سے بفر بر اور آخرت میں نجات پانے اور خدا اور رسول کے سامنے پڑھوڑ ہونے سے محروم رہیں گے۔“
مولانا نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ ایک ایسی نسل تیار ہو گئی ہے جو دین کی بنیادی چیزوں سے نہ اوقتنے آج مٹلی ہے کہ اس نسل کو کیسے بچایا جائے، کیسے مسلمان رکھا جائے۔“

”بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام نہ کرنا پچوں کو اس ماحول کے بالکل حوالہ دینا اور ان کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا آخرت کی ہلاکت ہے۔“

مولانا نے اس صورت حال پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا کہ مسلمان ماں باپ اس ڈر سے کہہ لے بچے کا گیر بڑا بہو جائے گا اس کی مادری زبان اور دوہی سکھلتے اس کی دینیات کی تعلیم کا انتظام نہیں کرتے، بھلا ایمان کے ساتھ یہ بات جس ہو سکتی ہے؟ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر کسی طریقے سے معلوم ہو جائے کہ اس کے بچے کی تقدیر میں اسلام نہیں ہے یا یہ خدا نے اس مسلمان نہیں ہے گا تو دعا کرے کہ اللہ اس کو خیر و محبت سے اٹھالے۔“

”رم اخخط کے مٹے کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ”جو چیز کسی ملت کو اس کے ماضی سے اُس کے نزدیک اُس کے پھر سے اُس کی تہذیب کے ملاتی ہے وہ کم اخخط“

ہے، رسم الخط بدل لانش بدل گئی، آج ہندوستان میں بھی ہو رہا ہے۔“
مولانا نے آخر میں اپنے اس تفہین کا اظہار کیا اک مسلمان ایک خوددار صاحب ضمیر
و عجیدہ اور صاحبِ گوت اور ایک شاندار تایخ رکھنے والی زندہ ملت کی حیثیت سے
اس بنیادی کام کے لئے تیار ہوں گے۔

جے فضول بھر کر بھجا دیا تم نے
وہی پراغ جلا تو روشنی ہوگی

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

سکریٹری دینی تعلیمی کونسل

۱۹۸۰ء۔ ۱۱/۲۱
۱۹۸۰ء۔ ۸/۹

صحیح دینی علم و تربیت کے انتظام کے سلسلہ میں الدین

اور

سرپرستوں کی ذمہ داری

الحمد لله وَكَفَى وَسْلَامٌ عَلَى عِبَادَةِ الدِّينِ اصْطَفَى، أَمَا بَعْدُ
فَأَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَسِّدِّدُهُ اللَّهُ الرَّحِيمُ
يَنِيَّاهُ الَّذِينَ أَمْسَاقُوا نَفْسَهُمْ لَهُ وَلَوْ كُوْجُورًا يَانَ لائِئَهُ بُولَيَّهُ آپَ كَوْ
قَاهِلِيَّهُمْ نَارٌ وَقُودُهُ النَّاسُ بِجَاهَرَهُ عَلَيْهَا مَلِئَةٌ غَلَاظٌ
أَوْ جَسَرَهُ كَانِدَهُنَّ آرَى اوْ تَخْرُبَهُ شِدَّادٌ لَا يَقْصُرُونَ اللَّهُ مَنَا
أَمْرُهُمْ وَيَقْعُلُونَ مَا يُؤْمِنُونَ بِقَرِيبِهِ بِوَالشَّرِّ كَهُ حَكْمُ كَنَافِرَانِهِنِّیں
کرنے اور جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے
(سودۃ التحریم۔ ۶) وہ بجا لاتے ہیں۔

حضرات امیں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی ہے،
جو اس سے پہلے بارہا آپ کے سامنے پڑھی گئی ہو گی اور قرآن شریف کی تلاوت
میں آپ کی نظر سے گزدی ہو گی، لیکن ضروری نہیں ہے کہ جو چیز بار بار نظر کے سامنے
لے یقیر را جنم تعلیمات دین ضلع گور کھپور کے زیر انتظام بہرائچ تبریز ۱۹۸۳ء کو بر تقام
اسلامیہ کالج گور کھپور ایک بڑے جلسہ میں کی گئی۔

آئے اس پر آدمی غور بھی کرے، آپ سرکوں پر سے گز نتے ہیں؛ سائنس بود برسوں سے لگے ہوئے ہیں، آپ کی نظر بھی پڑتی ہے، لیکن آپ خود سوچئے کہ آپ نے کتنی بار غور سے پڑھا اور آپ کو یاد رہا، اگر آپ سے پوچھا جائے کہ آپ جس سرکل سے گز دکر آتے ہیں، اس میں اہم اہم سائنس بولڈکس چیزیں ہیں تو کم لوگ بتا سکیں گے۔

ایت بڑی چونکا دینے والی ہے، اور ایسی ہے کہ اگر اس کا خطرو نہ ہو کر بار بار جو چیز رسمت ہوتی ہے اس پر سے توجہ بہت جاتی ہے، وہ روزمرہ کی چیزوں میں سے سمجھی جانے لگتی ہے، تو میں عرض کرتا اور اصرار کرتا کہ یہ ایت جملی حروف سے لکھوا کر دیواروں پر لگوادی جائے، سجدوں میں بھی آؤ زیاد کر دی جائے۔

الشَّرْ تَعَلَّلُ فِرَاتَ لَهُ: إِنَّهُ لَوْ كَوْجُونَ خُودَيَا بَيَانَ لَأَلْجَكَهُ مُهْبَّةً يَهُوَ الَّذِينَ أَمْنَوْا
یہ "امْنَوْا" ماضی کا صیغہ ہے، ہر لفظ پر عویض ہے، قرآن مجید کا کوئی نفظ الفاتحی یا البھتی کا
نہیں ہوتا یہ کوئی شاعری نہیں، وہ ایتھا المؤمنون کہا جا سکتا تھا، ایتھا المسلمون
کہا جا سکتا تھا، اے سلمانو اے جماعت مؤمنین! لیکن فرمایا: "یَهُوَ الَّذِينَ أَمْنَوْا"
لے وہ لوگو جو خود بیان لاجکے ہو، "فَهُوَ الْأَنْفَسُ كُلُّهُ وَأَهْلِ كُلُّهُ تَارًا وَ قُوْدَهَا النَّاسُ
وَالْجَمَادُ"، بیجا و اپنی جانوں کو اپنے گھروالوں کو اپنے متعلقین کو اپنے اختوں کو الگ
سے جس کا ایندھن ہے آدمی اور بچیر، اس ایت کے مخاطب سلمان تھوا و صحابہ تھے،
جو قرآن مجید کے نزول کے وقت موجود تھے، وہ اولین مخاطب تھے ایوں قیامت تک
کی تمام مسلمان نسلیں اور جو بھی پیدا ہو اور اپنے کو مسلمان کہے وہ سب مخاطب ہیں لیکن
پہلے مخاطب اس کے وہ لوگ تھے جو رسول اللہ کے ہاتھ پر بیان لاجکے تھے، آپ کے ہاتھ
میں اپنا ہاتھ دیا تھا، جس کو شرف صحابیت حاصل تھا، اور اس میں یقیناً وہ لوگ بھی تھے

جو بیعتِ رضوان میں شرکیہ سبھ میوں گے جھنوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے جان بنیتے
پر بیعت کی تھی اور حن کے متعلق ارشاد ہے: "لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ سَأَلُوكُمْ
نَمَتَ الشَّجَرَةَ فَعَلِمْتُمْ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا أَنْتُمْ تَهْسُنُونَ
فَمَنْعَلِيَّاً (ایے پیغمبر) جب تو من تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو
خدا ان سے خوش ہوا، اور جو (صدق و خلوص) ان کے دلوں میں تھا، وہ اس نے علوم
کر لیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی، اور انھیں جلد فتح عنایت کی۔

جن کو یہ انعام ملا تھا اور حن کو قیامتِ نک کے لئے سند دی گئی ہے کہ اللہ ان سے
راضی ہوا لیے سندیافتہ اور بلند مرتبہ لوگ بھی اس بآیت کے مخاطب ہیں جو بیعت
رضوان میں شرکیہ ہوئے تھے اور عشرہ بُشَرَة بھی اس میں یقیناً شامل ہیں، اور
کبار صحابہ بھی اس میں شامل ہیں؛ اور بدرا اور احمد کے "زندہ شہید" بھی مخاطب ہیں۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی آدمی جان بوجھ کر اپنے لڑکوں کو اپنے
گھروالوں کو اگل میں بھوکتا ہے؟ اگل میں گھنسے دیتا ہے؟ اس کا کیا مطلب کہ اللہ کہتا
ہے کہ اے وہ لوگو جو خود ایمان لے چکے ہو، اب تھما را کام یہ ہے کہ اپنی جانوں کو بچاؤ،
اپنے گھروالوں کو بچاؤ، دونوں کی اگل سے کیا کوئی واقعہ آپ نے سیرت میں ایسا پڑھا
ہے کہ صحابہ کرام نے (معاذ اللہ) ارادہ کیا تھا کہ اپنے بچوں کو اگل کے حوالہ کروں،
یا یہ کہ اگل میں کو ناچاہتے تھے اور صحابہ کرام اور اس وقت کے مسلمان خاموش
بیٹھے ہوئے تماشا کیا رہے تھے؛ اور اس صورت حال پر راضی تھے کہ اسیا کوئی
واقعہ آپ کی نظر سے گزرا ہے؟ تو کیا یہ ضرورت بیبات کہی گئی ہے کہ اے وہ لوگوں

جو خود ایمان لا پچکے ہو تھا کام یہ ہے کہ اپنی جانوں کو، اپنے گھروالوں کو اگ سے بچاؤ،
یہ کون ہی آگ بخٹی اور کب بی واقعہ پیش آیا تھا، یا پیش آئے والا تھا کہ مسلمانوں کے
گھروں کے بچے آگ میں کوڑنا چاہتے تھے، اور ماں باپوں نے بھے تھے، فکر نہیں کر رہے تھے،
اللہ تعالیٰ نے اس وقت وحی نازل کی، سب چونک گئے اور سب اپنے بچوں کی فکر
میں لگ گئے کہ آگ میں چھلانگ نہ گائیں، پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟
کیا اس آیت کا مطلب اس کے سوا اور کچھ ہو سکتا ہے کہ اپنے بچوں کو اپنے
گھروالوں کو الیسی چیزوں سے بچاؤ جو آگ تک لے جانے والی ہیں، جن کا انجام
یہ ہوتے والا ہے کہ درونخ میں جائیں، درونہ کون سے انسان ہیں جو اپنے بچوں کو
آگ کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں اور ان کو روک نہ لیں؟ خطرہ صرف اس
بات کا ہے کہ آدمی یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے نتیجے میں جاننا ہوتا ہے تو مطلب یہ ہو اک
ایسے اس باب سے بچاؤ جو درونخ کی آگ تک پہنچانے والے ہیں اس کو فقر کی زبان ہیں
”اس باب موعودیہ“ کہتے ہیں، یعنی وہ اس باب بحکمتی تیج تک پہنچانے والے ہوں، تھمارے
کے نزدیک وہ بھی شائع گئے حکم میں داخل ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو الیسی دوادی
سرما ہے جیسا کہ نتیجے میں موت ہوتی ہے، چاہے وہ دری سے ہو، یا عمل قتل ہی کے مراد
ہے، اس لئے کہ اس نے وہ سبب اختیار کیا، جس کے نتیجے میں موت کا آنا لیقی نہیں ہے تو
قانون کبھی اس کو فرمان کرے گا، حکیم صاحبان داکٹر صاحبان بھی اس کو فرمان ہی
سمجھیں گے، یہ بات تو سمجھیں آتی ہے، کہ الیسی چیزوں سے بچاؤ جو آگ تک
پہنچا دینے والی ہیں۔

اب ہیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ صورت حال اس وقت یہی ہے، بچوں کی

دینی تعلیم کا انتظام نہ کرنا پھوں کو اس محل کے بالکل حوالہ دینا اور ان کو اس کے حرم و کرم پرچھوڑ دینا جو اس بات کا نہ مکلف ہے، نہ اس بات کا نہ عین نہ اس باکال اس کو وہ بچوں کو وہ تعلیم دے گا جس پر نجات موقوف ہے۔ تیجیوں کی لائی بھولی وہ تعلیم جس سے ناواقفیت کے تیجی میں ایمان کا خطرہ نہ آخوت کی ہلاکت ہے تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس بات کو بچے کے لئے کیسے گوارا کیا جا رہا ہے؟ موجود تعییں نظام صرف لا دینی (SECULAR) نہیں، وہ ایک ثابت دلیں نظام

تعلیم (POSITIVE SYSTEM OF EDUCATION) ہے، ہندو دیوالا (HINDU MYTHOLOGY) ہے، کتنے کے قصے ہوتے تھے، اور تم میں سے بہت سے لوگوں نے انگریزوں کے عہدِ حکومت میں انگریزی پڑھی ہے، اس وقت زبان سکھانے والی ایجادی کتابوں سے تکمیل کے عقیدہ پر اثر پڑتا تھا، تکمیل کا مخلوق کا نقدس پیدا ہوتا تھا، اور اس کائنات میں کسی مخلوق کا تصرف اختیار معلوم ہوتا تھا، اس وقت بھیری ہے، چلتی، بندرا اور لمڑی اور بلی کتنے کے قصے بچے پڑھتے تھے اور یہ کے دلیل بھیری ہے جسے جاتے تھے، لیکن اب صورت حال یہ نہیں ہے، سرکاری نصابی کتابوں میں عقیدہ پر اثر ڈالنے والے اسباق، قصے کہانیاں اور مضمایں ہوتے ہیں اور جو کسر کتابوں میں رہ جاتی ہے وہ ماسٹر صاحب انجان پوری کرتے ہیں، بچوں کو کچھ اجتماعی کامیابی کرنے پر نہ ہیں جو اسلام کے عقیدہ توحید کے منافی ہیں۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ڈھلوان راستہ ہو، جس پر پاؤں بھی نہ جستے ہوں اس پر کوئی بچہ سائکل پر بیٹھا ہو اجرا رہا ہو اگے کھائی ہو، سائکل کا بریک بھی

شیک کام نہ کرتا ہو، باپ دیکھ رہا ہے کہ بچہ سائیکل پر بیٹھا ہے اور اس سے بھی واقعت ہے کہ بریک نہیں ہے، اس سے بھی واقعت ہے کہ کوئی اوزر کیسے نہیں کروہ سائیکل پر جاتے ہوئے کھائی سے بچے سکے گا تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس باپ نے جانتے بوجھتے اپنے بچے کو کھائی میں گرنے دیا، کیا کوئی صاحب اس سے انکار کر سکتے ہیں؟ اگر اس سے انکار نہیں کر سکتے تو اب ہیں آپ سے کہتا ہوں کہ موجودہ نظامِ تعلیم سے بچے کا ایمان کیسے سلامت رہے گا اگر خارجی و اضافی دینی تعلیم کا انتظام نہیں ہے (جس کو سائیکل میں بریک قائم مقام کہا جا سکتا ہے) جس میں تحفظ کا انتظام ہے کہ اسکوں میں بچوں کچھ پڑھ کر آتا ہے اس کی اصلاح کی جاتی ہے اور اگر اس کو کوئی ایمانی توحیدی (DOSE) دیا جاتا ہے، صلاحی یا شینہ کتب میں تعلیمی حلقات ہیں، کوئی دینی کتاب نہیں جاتی ہے، اس باپ دین کی تلقین کرتے ہیں، اچھے اچھے شوق اگیز اور دین آموز تھے سناتے ہیں، لگھ کا ماحول دینی ہے تب تو کسی درجہ میں بریک کے قائم مقام ہیں اور اگر ایسا نہیں تو آپ نے گویا اپنے بچوں کے کان میں کھدیا ہے کہ اسکوں کی ہربات مان لینا "یہ کان میں کہنے ہی کے مراد ہے کہ آپ نے بچہ کا نام کی اسکوں میں لکھایا اور باہر سے کوئی انتظام نہیں کیا، گویا اپنے اپنے بچے کو ایک طرح کی ترغیب دی ہے کہ وہ ہر یہ راسلامی بات مانتا چلا جائے، اب اگر وہ مانتا چلا گیا اور باہر سے کوئی انتظام نہیں ہے، نہ اردو جاتا ہے کہ دینی کتاب میں پڑھ سکے نہ محل میں کسی مکتب کا انتظام ہے تو آپ بتلیے گی کیا آپ فوْ آنفُسُكُمْ وَ أَهْلِكُمْ نَادَاه کے مخاطب نہیں ہیں؟

لکھنؤ کے ایک زنازہ جلسہ میں خواتین کی بڑی تعداد تھیں میں نے کہا ایک ان کا

قصہ آپ کو سناتا ہوں، ایک تعلیم یافتہ خاتون ایک دعوت میں شر کی تھیں بیسوں نے دیکھا کہ وہ کچھ بے چین اور تفکر سی ہیں یا توں میں ان کا دل نہیں لگ رہا ہے ان کی عزیزی بیساں اور سہیلیاں سب مٹھی دل جسی کی بانیں کر رہی ہیں، بہت دن کے بعد وہ اکٹھا ہوئی تھیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان خاتون کا دل و دماغ کہیں اور ہے، وہ کہیں اور دیکھ رہی ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ ہم کیا بات ہے؟ طبیعت کچھ خراب ہے؟ کوئی انزوں نی تکلیف ہے؟ بہت پوچھنے پڑھوں نے کہا کہ کچھ نہیں، میں گھر اچس کی ڈبیا چپنا بھول گئی، بچہ دیاں ہیں، مجھے یہ کھٹکا لگا ہوا ہے کہیں وہ اس میں سے تیلی نکال لے اور سارے رگڑا کر لپیٹ پڑوں میں اگ لگائے، بیسوں نے پوچھا اثر کھجور کی کیا ہم ہے؟ خاتون نے جواب دیا ہی دو سال کی اخیال کیجئے بچہ ماچس کے کبس کو کھونا جانتا ہے یا نہیں؟ اگر جانتا ہے اور کھو لے گا تو اٹھی تیلی رگڑے گایا یہی رگڑے گا جدھر سارے ہے، مگر مجھ

عشق است و هزار بدگانی

محبت یہ سب چیزوں پر کردیتی ہے، وہ پونکر ماں ہیں، اللہ نے ماتادی ہے، محبت دی ہے بچہ کی، اس لئے وہ بانیں جو بہت بیدار قیاس ہیں اور کہیں برسوں میں ہوتی ہیں، سب ان کے سامنے نقشہ کی طرح ہیں، بچہ کھلتے کھلتے وہاں پہنچا، اچس کی ڈبیا اٹھائی اس کو کھولا اس نے کبھی دیکھا تھا، اپنی بڑی بہن کو یابھائی کوں طرح اس سے کامیابی حاصل ہے، اس نے اس کی نقل کی اور لپیٹ پڑوں میں اگ لگائی جب گھر گئے تو معلوم ہوا کہ (خدا نخواستہ) یہ واقعہ پیش آیا، اتنے دو رکے اختلالات کی وجہ سے وہ بی بی دیاں اس طرح بے چین نظراتی تھیں کہ جسیکے کوئی آدمی دیکھتے ہوئے گرم پتھر پر کھڑا ہو، یا کوئی کانٹوں پر پٹھا ہو ابتو۔

کیا دین کے منافی ماحول میں دین و ایمان سے محروم ہو جاتے کے اختلالات، جانی خطرات کے اختلالات سے زیادہ قوی نہیں ہیں جو اس چاہئے وانی مان کے دل میں پیدا ہوئے ہے ہمارے بچے جو پڑھ رہے ہیں، جن کو آپ نے ایک دن نہیں بتایا کہ توحید کیا ہے؟ آپ نے کوئی انتظام اپنے شہر میں دینی مکاتب کا نہیں کیا، جہاں بچے پڑھ کر پھر اسکوں میں جلتے اور اپنے ایمان بچانے کے قابل ہو جاتے تھے انہوں میں وہ ماحول نہ محلہ اور سی میں یہ فضا، اسکوں کو میں کیا کھوں، میں عربی مدرسون کا آدمی ہوں وہاں یہ حالت ہے کہ اب جو بچے اسے ہیں وہ بھی الی بینیادی باتوں سے ناواقف ہیں، جن کا ہمارے بچوں میں خیال کھیٹھوں سکنا تھا اکثر کوئی مسلمان بچہ ان سے ناواقف ہو گا۔

اس صورت حال کا نتیجہ کیا ہو گا؟ نسل کی نسل دین سے بالکل ناشاہ ہو گی، اردو پڑھنہیں سکے گی، آج یہ حالت ہو رہی ہے کہ ایک بڑے طبقیہ کا بچ کے جس کی ایکتا یعنی ہے ایک طالب علم سے کوئی مضمون لکھوانا تھا یا خط لکھوانا تھا، تو سوچا کہ یہ صفات طب کی کتابیں پڑھتے ہیں جو عام طور پر عربی فارسی میں میں بہت نیچے اترئے تو ادویں ہیں، ان سے کہا آپ لکھئے، وہ لکھتے رہے، لوگ سمجھتے رہے کہ لکھ لیا، دیکھا تو وہ ہندی میں تھا، ان سے کہا گیا کہ آپ یونانی طب پڑھتے ہیں اور اردو نہیں لکھ سکتے؟ انہوں کہا ہیں تو یہی پڑھایا گیا ہے تو ایک ایسی نسل کے تیار ہونے کا محض اندیشہ نہیں، مشاہدہ میں آرہا ہے دین کی بنیادی چیزوں سے ناواقف، بنیادی عقائد سے ناواقف، اشر و رسول کا ہمارے دل و دماغ میں جو عقیدہ بسا ہوا ہے اس سے ناواقف، نسل پیدا ہو گئی ہے اور جوانی کے قریب اب پہنچ رہی ہے، مشرع ہونے کا زمانہ نو گیا، انہوں سے دیکھا گیا ہے کہ سیرت پر تقریر کرنی ہے اسلامی اسکول ہے،

کلکج ہے، جامعہ ہے، اور ایک مسلمان نوجوان طالب علم کو کسی نے سیرت کا مضمون دیا، وہ ہندی میں لکھ کر لایا اور اردو میں پڑھا۔ الفاظ تو اردو اور سہم الخط ہندی، اور سہم الخط تو وہ چیز ہے کہ آرنولد توین بی (ARNOLD TOYNBEE) جو اس زمانہ کا برٹش فلسفی مؤرخ (PHILOSOPHER HISTORIAN) ہے اس نے لکھا ہے کہ اب کسی کتب خانہ کو اگلے کنٹلے کی ضرورت نہیں، سہم الخط (SCRIPT) بدل دینا کافی ہے اس سے اس نوم کا رشتہ اپنے ماضی سے بالکل ٹوٹ جائے گا، اور اس کی پوری تہذیب اس کے لئے بے معنی ہو کرده جائیگی اور پھر یہ طرف چاہوئے جاؤ، جو چیز کسی ملت کو اس کے ماضی سے اس کے نزدیک سے اس کی تہذیب سے اس کے کچھ سے ملا قی مہنے وہ سہم الخط ہے، سہم الخط بدلاش بدل گئی، آج ہندوستان میں یہی ہو رہا ہے، فرقہ دارانہ فسادات محسن ملک کو بذمام کرتے ہیں، فائدہ ان کو کچھ نہیں ہے تعلیم کا نظام پیدنا کافی ہے، آج سے سانچھے برس پہلے اکبر مرحوم نے کہا تھا۔

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

ایک طویل المیعاد منصوبہ ہندی ہے، ذرا دری رکھے گی تبیں برس چالیس برس ہیں خود ایک لیسی نسل تیار ہو جائے گی جس کے نزدیک کفر و ایمان کا فرق، توحید و شرک کا فرق، عقائد و نزدیکی کا فرق سب بے معنی ہاتھی ہو جائیں گی، کچھ کرنا نہیں پڑے گا مسلمان ماں باپ اس ڈر سے کہ بھاری بچپ کا کبکب ریخاب ہو جائیگا، اس کی مادری زبان اردو نہیں لکھاتے، اس کی دینیات کی تعلیم کا انتظام نہیں کرتے جملہ ایسا کے ساتھ یہ بات جس ہو سکتی ہے؟ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر کسی طریقہ سے یہ علوم

ہو جائے کہ اس کے بچکی تقدیر میں اسلام نہیں ہے یا یہ خدا نو اس سلطان نہیں رہے گا تو دعا کرے کہ انسان کو خیر و عافیت سے اٹھائے یہ سلطان کی شان ہے۔

حضرت خنساء ایک صحابیہ اور پنے زماں کی ایک بڑی شاعر خاتون ہیں وہ بڑا درد مندر دل رکھتی ہیں انہوں نے ساری عمر اپنے دو بھائیوں کے مرثیے کہے جوان کو داش مفارقت دے گئے تھے کہا جا سکتا ہے کہ کسی زبان میں عورت کے کہے ہوئے مرنیوں کا اتنا بڑا ذمہ نہیں جو انہوں نے اپنے بھائیوں کی یاد میں یادگار چھوڑا ہے ان کا پورا دیوان صرف بھائیوں کے مرثیے سے بھرا ہوا ہے ایسا درد مندر دل رکھنے والی خاتون ایک محکم عجہاد میں اپنے ایک بیٹے کو بلا قی ہیں اور کہتی ہیں کہ بیٹا جاؤ تم کو میں نے اسی دن کے لئے پالا تھا، جاؤ اُنہر کے راستے میں جان دے دو، پھر دوسرا بیٹے کو بلا قی ہیں تیسرا بیٹے کو بلا قی ہیں اور حب سب کی شہادت کی خبر آتی ہے تو کہتی ہیں "الحمد لله الذي أَكَرَّ مِنِي بِشَهَادَتِهِ" اس خدا کا فکر ہے جب نے ان کی شہادت کے ذریعہ میری عزت بڑھائی ایسا بیان کی شان ہے کہ اسلام پر سب کچھ قربان۔

آج مثل یہ ہے کہ اس نسل کو کیسے بجا بایا جائے کیسے سلطان رکھا جائے سرکاری تعلیم کی اصلاح کی کوشش کے ساتھ دینی تعلیم کا کوئی متوازی نظام بھی بننا چاہئے، اسی بنیاد پر دینی تعلیم کو نسل قائم ہوئی ہے، ہم خدا کے ہیں اس نسبت کے ساتھ اس نام کے ساتھ جانا چاہئے ہیں کہ اس کے بندوں کی آئندہ نسل کے ایمان کو کچھ بچائے کی کوشش کرنے کے لئے خود میں سی ہماری شرکت تھی، ہمارا نام بھی اس دفتر میں لکھا جائے، اسی شوق میں ہم سب کر رہے ہیں ورنہ ہم میں کوئی ایسا آدمی نہیں

جو گھر سے فاصل اور کام سے فاصل ہو، ہم لوگ بہت مصروف لوگ ہیں کم حیثیت
 ہیں لیکن کم حیثیت آدمی بھی شغول ہوتا ہے، پساری کی دکان، کرانے کی دکان
 بہت مصروف ہوتی ہے، اور رکشا اور اسکو طریقہ لانے والے بھی بہت مصروف
 ہوتے ہیں، ہم کوئی بڑے آدمی نہیں ہیں لیکن مصروف ہیں، بہت کام ہمارے کرنے کے
 لیکن اس کام کو نجات کا ذریعہ، مختصرت کا ویلہ، اور خدا کے یہاں پرخروائی
 کا بہانہ سمجھ کر انجام دے رہے ہیں، آپ بھی آئیے اور ہمارا ہاتھ بٹائیے۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ أَشَعَ الْهُدَىٰ



آنندہ لوں و ریپانگ کان کے صحیح العقیدہ ملائیں ہئے کی صفت
اور

بھی جی اس کا اطمینان یوں ضروری ہے

الحمدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَؤْمِنُ بِهِ وَنَسْتَوْكِلُ
عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاَذْلَّهِ مِنْ شُرُورِ انفُسٍ وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مِنْ يَوْمٍ لَا يَنْدَلِعُ
فَلَامُضِلَّ لَهُ وَمِنْ يَضْلِلُهُ فَلَا هَادِي لَهُ، وَنَشَهِدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ
لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشَهِدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَبَيْتَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا أَعْبُدُهُ وَأَرْسَلَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذَرِيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ فَلَعُوذُ بِاَذْلَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الْجِيَّمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمْ كُثُنْمُ شَهَدَ آءَ إِذْ حَضَرَ بِحَلَاجِسِ وَقْتِ يَعْقُوتِ وَفَاتِ
يَعْقُوبَ الْمُوْتَ إِذْ قَتَلَ پَلْسَكَ لَوْمَ اسِ وَقْتِ بُوْجُورِ تَخَّ
لَيْتَنِي مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي جَبَانِھُوں نے اپنے بیٹوں سے پُچھا
قَاتُلَ أَعْبُدُ الْهَكَّ وَاللَّهَ بَسَے بعدِ تم کس کی عبادت کرو گے؟
أَبَاتُكَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ تو انھوں نے کہا کہ آپ کے عبود اور

لَهُ عَلَاقَائِي دِينِي تَعْلِيمِي كَانَ لِنَسِ الْأَبَادِ مِنْ قَدْرِهِ، اِرْفُورِی ۹۸۷ کا خطیبِ صِدارَتِ

وَإِنْحِنَّ إِلَهًا وَأَحِدًا ۝ آپ کے باپ دادا البراء عیم اور سید بن حبیب
وَتَعْمَلُونَ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ اور انھی کے معبود کی عبادت کریں گے
(سورہ البقرہ - ۱۳۳) جو معبود کیتا ہے اور ہم اس کے حکم

بردار ہیں۔

حضرات اجہان تک مسلمان کا تعلق ہے اس کے لئے دینی تعلیم اور دین کی بنیاد
و اتفاقیت کی وہی حیثیت ہے جو ایک انسان کی زندگی کے لئے ہو اور پانی کی میہے ایک اسلام
کو مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لئے ہمسلمان کہلانے کے لئے اور پھر آخرت میں
خدا اور اس کے رسول کو منزد کھاتے اور نجات حاصل کرنے کے لئے بنیادی دینی عقائد
کے جانب کی وسیعی ہی ضرورت ہے جیسے کہ ایک انسان کو زندہ رہنے کے لئے ہو پانی کی
ضرورت ہے اس میں طعام کوئی مبالغہ نہیں اس لئے کہ مسلمان کی سیلی سلسل کا نام
نہیں ہے کسی قومیت کا نام نہیں ہے کسی تہذیب کا نام نہیں ہے (تہذیب اس میں
 شامل ہے تہذیب اس کے تقاضوں اور اس کی معاون جیزوں میں سے ہے) لیکن
اسلام محض ایک تہذیب خالی ایک کلچر نہیں کسی ذات برادری کا نام نہیں کسی بھی
کے بیہاں کوئی بچ پیدا ہو جائے تو وہ بہر حال بیہن ہے چاہے اتنے چاہے نہ ملتے
اس کے لئے اس کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مسلمانوں میں بھی بہت سی اشیاء
اور خاندان ہیں جن پر مسلم معاشرہ میں فخر کیا جاتا ہے اور لوگ ان کی وجہ سے عزت
کرتے ہیں۔

لیکن اصل نسبت صحیح عقیدہ اثر سے صحیح رشتہ غلامی و معبودیت اور اس کا
صحیح طریقہ تعلیم ہے یہی وہ نسبت ہے جس کا حضرت یعقوب علیہ السلام دنیا کے کوچ کرتے

وقت (حالت احتضار) میں اطیان حاصل کرنا چاہئے تھے، انہوں نے اپنے سب فرزندوں پتوں، نواسوں کو جس کر کے (اور وہ اشاء اللہ تکشیر الاولاد تھے) دریافت فرمایا کہ "مَا تَعْيِدُ دُوْلَتْ مِنْ بَعْدِهِي؟" میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ یہ بیات انہوں نے کس سے کہی تھی اُن سے کہی تھی یونہی زادے تھے، بنی کے پوتے تھے، بنی کے پرپوتے تھے، اسی موقع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله وسلم نے خود فرمایا ہے کسی نے پوچھا کہ "مَنْ هُوَ الْكَرِيمُ" کہ کریم کون ہے، معزز آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا "الکَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ" ابْنُ الْكَرِيمِ یوسف ابْنُ یعقوب ابْنُ اسحاق ابْنُ ابراہیم، اگر خاندانی عزت کے باسے میں پوچھتے ہو تو یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر کون معزز آدمی ہو گا؟ کہ بنی کے بیٹے، بنی کے پوتے، بنی کے پرپوتے تھے، پیغمبر کے اس خاندان کا سر پرست پائیے بچوں کو جس کرتا ہے، بیٹوں، پتوں کو جس کرتا ہے، اشاء اللہ تکشیر الاولاد تھے، قرآن مجید تعداد کا موضوع نہیں ہے، تورات، انجیل، بائیل میں گنتیوں کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور بہت بڑے حصے میں گنتیاں پھیلی ہوئی ہیں، لیکن قرآن مجید گنتیوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا، بہر حال افراد خاندان طبی تعداد میں تھے، اللہ نے ان کو عمر طویل بھی عطا فرمائی تھی، برکت بھی عطا فرمائی تھی، ان کو بنی اسرائیل کی پوری ملت کا سورث اعلیٰ ہونا تھا، ظاہر ہے کہ ان کے سامنے کتنے پوتے نواسے اور ان کی اولاد ہو گی، آپ نے سب کو جس کیا، ان سے زیادہ کون جانتا تھا کہ کیس کی اولاد ہیں، ان کی رگوں میں کن کا خون ہے، اس خون کے کیا خصائص ہیں، اور اس خاندان کی کیا نسبت ہے، اس کا نامیخ عالم میں کیا کردار رہا ہے، یہ ان کے بیٹے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَاتِلَتَ اللَّهَ يَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ"

(ابراهیم نبیات خود ایک دامت تھے) اور فرمایا "وَلَلَّهِ أَيْتَكُمْ إِنْ هُمْ مُّؤْسَمُونَ
الْمُشْرِكُونَ" وہ خدا کا پہلا گھر نانے والا ابراہیم، وہ توحید کا پہلا اعلان کرنے والا
ابراہیم، وہ جس نے توحید کے عقیدہ کے لئے ہجرت کی جس نے خطرات ہول لئے، جس نے
اپنے باپ سے پہلی رات اُنیٰ ہوں لی، اس کا باپ صرف یہ نہیں کہ وہاں کا ایک مزراعہ دی
تھا، وہاں کے سب سے بڑے معبد (عیارت گاہ) کا سب سے بڑا آدمی تھا، ان کی جو
پہلی گفتگو ہوئی، اور پہلے جو مسلک کا اخبار و اعلان ہوا وہ باپ کے سامنے ہوا،
پھر اپنے زمانہ کے غالباً سب سے بڑی، سب سے بڑی نہیں تو ایک بڑی متمن ملطنت
کے فرمازوں سے ان کا مقابلہ ہوا، ابراہیم کی اولاد کو ابراہیم ہی کا جانا پن (حضرت
یعقوب علیہ علیہ السلام) اپنے بیٹوں پتوں کو جس کے کہتا ہے۔

"پیارے بیٹو، پتو، اوسا اب میں تم سے رخصت ہوئی والا ہوں یعنی یہی
پیغام برسر نہیں لگے گی جب تک یہ اطینان نہ ہو جائے کہ تم خدائی و احمد ہی کی
عبادت کرو گے؟ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے یا لوگوں کو جیسا کہتے دیکھو
گے تم بھی کرنے لگو گے اور انھیں کی بیان بولنے لگو گے تم ایک نہیں تین قین پیغمبروں
کی اولاد ہو، تمھاری رگوں میں نوع انسانی کے موحد اعظم (سیدنا ابراہیم) کا خون ہے
جس نے توحید خالص کی اس وقت صد الگانی، جب دنیا میں وہ بالکل ناماؤں
ہو چکی تھی، اس نے الشرک نام پر اس وقت گھر تعمیر کیا جب دنیا میں اس کے
نام کا کوئی گھر نہیں رہ گیا تھا، اس نے اس کے لئے اپنے باپ اور گھر والوں سے
نام تواری، آگ میں ڈال دیا جانا گوارا کیا، اس کے لئے گھر بارا اور محبوب عربی زبان

چھوڑا اور ملک ملک کے سفر کرے، لیکن میں اتنا کافی نہیں بھٹتا (میں بڑے بڑے خدا پرتوں اور بہت فکر کنوں کے خاندانوں کا حشر درکیا ہے کہ وہ کس قدر جلد صبح راستہ چھوڑ کر بہٹک گئے)۔

عزیزید اس وقت کہنے کی پیاس باتیں ہو سکتی ہیں، مل کر رہنا، اتحاد کے ساتھ رہنا، اپنی محنت سے حق حلال کی کمائی کھانا، شریفانہ زندگی گزارنا، کسی کو تکلیف نہ پہونچانا، سب کے کام آنا، پیاس بانی کہی جا سکتی ہیں، لیکن پی صرف ایک بات پوچھتا ہوں "ما نعِدُ دُنْ مِنْ بَعْدِي؟" یہ بتا دو کہ میرے بعد تم بندگی کس کی کرو گے؟۔

الشاعر اکبر ایس وقت ہے کہ آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے، یہاں سامنے اگر فرش و صیتوں کا طریقہ حجع کیا جائے لیکن کوئی اسریح اسکالا، دین کا کوئی طالب علم اس پر کام کرے کر لوگوں نے اپنی اپنی اولاد اور پانڈگان کو کیا صیتوں کی ہیں، دنیا سے جاتے وقت اپنے دوستوں اور عزیزوں کو کیا ہدایت کر کے گئے ہیں تو ایک چلنہیں، ایک چھوٹا سا کتب خانہ تیار ہو جائیگا، لیکن اس کے اس مومن بندہ کو فکر صرف یہ ہے کہ کیا میری اولاد اس دولت کو اپنے سینے سے لگائے رکھے گی جس پر خدا کی ہر یہ، خدا کی ہر رحمت، خدا کے ہر ہبہ فصلے اور خدا کی نصرت، فرد و امت کی نجات اور انسانیت کے مستقبل کا دار و مدار ہے، وہ ایک ہمیچیز ہے "ما نعِدُ دُنْ مِنْ بَعْدِي" تم یہ بتا دو کہ میری انکھ بندہ ہونے کے بعد بندگی کس کی کرو گے؟

یہ ہے مسلمانوں کے ذہنوں کو ڈھلانے والا سانچہ، ایمان کی قیمت پہچانتے کا امتحان و سیمار، الشرعاً نے قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر کر کے اسکی قیامت تک

کے لئے محفوظ کر دیا کہ ہنzel کا مسلمان بلکہ ہنzel کا انسان پڑھا اور اس سے سبقت نہیں۔
الشرعاً نے اس واقعہ کو بیان کرتے تایخ نہیں سنائی ہے، قرآن تایخ کی کتاب نہیں
ہے، تاریخ ہے لیکن وہ تاریخ کے لئے نہیں، بیان پر ہمیں بتایا کہ اس طرح مسلمان
کے ذہن کو کام کرنا چاہئے۔

اب مثلاً اس وقت فرد کا نہیں تلت کا ہے، میں مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ
ملت کیا اس ذہن سے کام کر رہی ہے کیا اپنی اولاد کے بارے میں اُسے یہ فکر ہے کہ
”ما تَعْبُدُ وَنِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ“ ہم میں سے کتنے آدمی ہیں جن کے دل پر اس بات کا
اثر ہے، جن کے دامغوں میں اس بات کی اہمیت صحیح ہوئی ہے؟ اپنے دل کو ٹھوٹلیں
اپنے دامغوں کا بجا اُزہرہ لیں۔

اگر مجھ سے کوئی پوچھ کر بات کے لئے صرف ایک پوستربانا ہے اور صرف
ایک جملہ کی تجھائش ہے، اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تو میں کہوں گا کہ ”ما تَعْبُدُ وَنِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ“
”لکھو“، ”پوستر“ کے نیچے لکھو کہ ہر مسلمان اپنی اولاد سے دنیا سے جلتے سے
پہلے سوال کرے اور جب تک دنیا میں ہے اپنا جائزہ لے، ”محاسبہ“ کرے کہ اس کے
نزدیک اس کی اہمیت ہے یا نہیں؟ وہ اپنے بچوں کے لئے اپنی آئندہ نسل کے لئے
یا اپنیان کرنا ضروری سمجھتا ہے یا انہیں کہ ”ما تَعْبُدُ وَنِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ“ میرے بعد
تم کس کی عبادت کرو گے، میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم اور آپ سب اپنے دلوں کو
ٹھوٹلیں اور یہ تکھیں کرو اتنی اس سوال کی ہمارے بیان اہمیت ہے یا نہیں؟ اور
یہاں افراد کے پیمانہ پر، خاندان کے پیمانہ پر، برادری کے پیمانہ پر، معاشرہ کے پیمانہ پر،

حکماء کے پیمانہ پر، قصہ سب کے پیمانہ پر اور آخر میں یہ کہتا ہوں کہ ملت کے پیمانہ پر، اور

تمتیز ہندیہ اسلامیہ کے پیاسنہ پہنچ سے دلوں پر نقصش ہمیا نہیں، ہماری آئندہ نسل
پہنچ سے بعد کس راستہ پر چلے گی، وہ کس گروہ ملت کی پیرو ہو گی کہس کی پیش کرے گی،
کن عقائد کو مانے گی یہ خدائی واحد کی پرستار ہو گی یا سیکھوں
ہزاروں لاکھوں، کروں خداوں اور دیتاوں کی یہ اس وسیع کائنات میں اور
اپنی محمد و زندگی میں کس کے دست قدرت کو کام کرتا ہوا دیکھے گی اور مانے گی۔ ۹۔

یہ سب بڑا طینان ہے اس کے بغیر میں سمجھنا ہوں کہ مسلمان مسلمان نہیں
رہ سکتا، جب تک وہ کسی درجہ میں بڑا طینان نہ کر لے کہ میری نسل اسلام کے
صحیح راستہ پر رہے گی، صحیح عقیدہ پر قائم رہے گی، خواہ اس کو اس کے لئے کتنی قریباً
دینی پڑیں آج ہماری اصل مکروہی یہ ہے کہ تم اس کے لئے عمومی قربانی دینے کے لئے
تیار نہیں، ہم اپنے بچوں کے لئے اس خطرے کے تصویر سے نہیں رہتے کہ وہ صحیح دین
و عقیدہ سے بخرا اور آخرت میں نجات پانے اور خداورسوں کے سامنے مُرخزو ہونے
سے محروم رہیں گے، لیکن اس سے خلاف اور ارزہ براند امام ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے
لمیشیش میں کامیاب ہوتے یا اپنا نعلیٰ ہمیکیر پرینا تے میں ناکام ہوں گے اگرچہ نے
اردو کو اپنی زبان فرار دیا، اس کو اپنی مادری زبان دکھل کریا، تو اس کے نتیجہ میں
اس کے کیر پر اثر پڑے گا، حالانکہ یہ بالکل موہوم خطرہ اور اندر لیٹے دو دراز
کی جیشیت رکھتا ہے، اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مسلمان اپنے دین کی
بقاء کے لئے ایک فی ہزار خطرہ مولیٰ لینے کے لئے تیار نہیں مسلمان گارجین اس کے
لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ اسکو لوں میں یہ لکھا دیں کہ ہمارے بچے کی زبان اردو
ہے، اس کی مادری زبان اردو ہے جب ملت کی اپنے دین کے ساتھ وابستگی کی

قیمت ادا کرنے کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ میرے بچوں کو کہیں دش برس میں اردو لینے کی قیمت ادا کرنی پڑے، حالانکہ اس کی سیکڑوں ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں کہ اردو کے ذریعے سے لوگوں نے پڑھا، اور اپنی ذہانت سے اپنی محنت سے اپنی صلاحیت سے بڑے بڑے امتحان میں کامیابی اور امتیاز حاصل کیا، بڑی سے بڑی اسامی اور بڑی سے بڑے عہدہ پر فائز ہوئے، اس کے لئے ہزاروں مثالیں مل جائیں گی، آپ بتائیجے کہ اس ملت کی نگاہ میں اپنے ایمان کی کلتنی قیمت ہے، اپنے میں کی کلتنی قیمت ہے؟ اس کے متعلق، آپ دنیا کی کسی عدالت سے پوچھ لیجئے، ملت پوچھئے علماء سے، آپ ماہرین نفیات سے پوچھ لیجئے، آپ تقابل ادیان کے استادوں سے پوچھ لیجئے کہ جو ملت اتنا خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں ہے ایک فیصد کا اس کا خطرہ ہے کہ بچے ایک بڑے امتحان میں نہ آئے، امتیاز نہ حاصل کر سکے کبھی بڑے اسامی پر نہ جائے، اسی لئے میں نے اسکوں میں جا کر نہیں لکھوا، ایک بچے کی مادری زبان اردو ہے، میں نے ہندوی لکھوا دی، اس ملت کے متعلق آپ غیر مسلموں سے پوچھئے جیسا کہ ابھی ہمارے محترم ہمہان سید حامد صاحب تھے نے فرمایا کہ "اقلیتی مکمل شکن کے ایک ہندو ذمہ دار نے یہ کھلائے کہ ہندوستان ہمی کی خیصوصیت ہے کہ یہاں اقلیت اتنی محنت نہیں کرتی جتنی اکثریت کرتی ہے، حالانکہ اس کو اس سے زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے" میں اس سے زیادہ آگے قدم بڑھا کر اپنی زبان میں کہتا ہوں، ایک دین کے طالب کی زبان میں کہتا ہوں کہ امت اپنے دین و ایمان کے لئے اتنی بھی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں جتنی ملک کو آزاد کرنے کے لئے جتنی اپنی تہذیب کو باقی رکھنے کے لئے جتنی ہندوی زبان کو راجح کرنے کے لئے ہندو اکثریت نے دی گا۔

امریکی کے یہودیوں کا ذکر تو فضول ہے جنہوں نے اپنی شخصیت و انتیاز ثابت کر دیا اور اپنے علمی و تہذیبی مطالبات منوال اللہ اخود بہنڈوستان میں ملک کو آزاد کرنے کے لئے اور اپنے بہت سے مطالبات کو منوال نہ کے لئے یہاں کے مختلف فرقوں نے جو قیمت ادا کی ہے، اس کا دسوائی حصہ بھی یہ ملت اپنے دین و ایمان کی خفاظت کے لئے ادا کرنے کو تیار نہیں اپنے بارے میں آپ خود فحیصلہ کیجیے، فحیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں، جب ملت کی ذہنی کیفیت، جب ملت کی نکست خودگی، جب ملت کی اپنے دین کی قیمت سے ناداقیفیت اس درجہ کو پہنچ جائے کہ وہ موروم سے موہوم خطرہ بھی اپنے بچوں کے لئے مول لینے کے لئے تیار نہ ہو دنیا وی ترقیات اور معماشی مسئلے کے لئے دین و ایمان کو خطرہ میں ڈال دے بلکہ دین و ایمان کو زد پر گٹائے، تو اس کا کیا مقام رہ جاتا ہے؟۔

اس وقت دنیا میں وہ طریقے نہیں ہیں جو نسل گشی کے پرانے طریقے تھے، اور جس کے لئے اس زمانے کے ناطق العنان فرمائیں تو بذاتِ اہم ہیں میں آپ ہی کہ شہر الاء آباد کے شاعر نہیں بلکہ اپنے دور کے سیئے طریقے شاعر اور دنیان صدر کے شتر کا خواہ دیتا ہو، وہ انگریزوں کا دور تھا، انہوں نے اس دور کو سامنے رکھ کر کہا ہے

یون قتل سے بچوں کے وہ بذاتِ نہوتا افسوس کفرعون کو کاچ کی نہ سمجھی
اس شتر میں انہوں نے ایک پوری کتاب کا مضمون بیان کر دیا ہے میلان کا دوسرا شتر

پڑھنا ہوں ۷

شیخ مر جرموم کا قول بس بھیجا یاد آتا ہے دل بدل جائیں گے تیلم بدل جانے سے آج سے شاٹھ ستریں پہلے انہوں نے پیش کر کیا ہو گا، لیکن آج بھی یہی حقیقت ہے اور حقیقتوں کی عمر نہیں ہوتی، رسول کے حسابے ان کی عمر نہیں تاپی جاتی، ابتدی

صد اقویں سیکڑوں ہزاروں برس تک اور سیاسی و ثقافتی اور تہذیبی تبدیلیوں کے ساتھ باقی رہتی ہیں، اس تعلیمی انقلاب اور عنوی نسل کشی سے ملت اپنے اصلی ہی سے نہیں، وہ اپنے دین سے اپنے دینی شخصیت سے، اپنے دینی حفاظت و عقائد سے نہ صرف یہ کہ بیگانہ ہو گی، بلکہ بے زار ہو گی، اپنے اسلام سے نہ صرف ناواقف ہو گی بلکہ ان کے نام پر شرمی ہو گی، اور ان کو تھارت کی نگاہ سے تکھی ہو گی، ہمارے چھوٹے سے اسکوں کے بچے بتلتے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے ہم سے کہا جاتا ہے کہ اور نگزیب ظالم تھا، اور جب تک کہ ایک من جنینہ جلا نہیں دیتا تھا، اس وقت تک ناشہ ہی نہیں کرتا تھا، اسلام تو اس سے پھیلایا گیا ہے، اس دنیا کا کار خانہ دیوی، دیوتا چلتے ہیں یہ آج ہمارے اسکوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔

میرے بھائیو اور دوستو! سیدھی یہی بات یہ ہے کہ خالص سلام اکثریت کے ملک میں بھی مسلمانوں کو مسلمان رہنے کے لئے، اپنی آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے کے لئے سخت جانفشاںی اور سخت قربانی کی ضرورت ہے، وہاں بھی بغیر جانفشاںی اور قربانی کے مسلمان اپنی آئندہ نسل کے دین و ایمان کا تحفظ نہیں کر سکتے، وہاں بھی مانع ہے میں "بعدیو" کا سبق ہمارے سامنے ہے، پھر جائیداد ایک ایسے ملک میں جہاں تم اقلیت میں ہیں، اور اس اقلیت کے ساتھ ارادی اور غیر ارادی شعوری یا غیر شعوری طریقہ پر ایک البتہ تاریخ اور ایک ایسا دور وابستہ ہے کہ جائز یا ناجائز، حق بجانب ہو یا غیر حق بجانب اس کے متعلق نہ صرف یہ کغلط فہمیاں ہیں بلکہ بدگایاں بھی ہیں، اور شکایتیں بھی، یعنی ہماری ملت کی بیہاء صحیح پوزیشن یہ ہے کہ ایک توہ اقلیت میں ہے، پھر اس کی ایک طرفی آزمائش یہ ہے کہ اس نے آٹھ سو برس تک اس ملک میں

حکومت کی ہے اس شکل سے چکھا را نہیں، اب اس سے خلاصی حاصل کرنے کی کوئی صورت
نہیں تایخ جب ایک مرتبہ بن جاتی ہے تو اس کو مٹایا نہیں جاسکتا، دوسری بات
یہ ہے کہ انگریزوں نے (اپنے انتظامی ویسا سی مصالح سے) اپنے دور میں اقلیت
و اکثریت کے سائل پیدا کئے، اس میں طبع پیدا کی، پھر یہ بھی واقع ہے کہ اس ملک کے
پڑوس میں ایک اسلامی ملکت بنی اور وہ قائم ہے ہم کو اور آپ کو ان سب حقائق کو
سلسلہ رکھنا پڑے گا، یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن پر پردہ ڈالنے سے کام نہیں چلا کا آپ
ہزار کمیں کہیں اس سے کوئی تعلق نہیں گیریں گے اور ذہنی اثرات ہمارے ساتھ
نکھل ہوئے ہیں، پھر یہ بھی واقع ہے کہ ہم اپنے ہم دنوں کو اپنے دین کی حقیقت سے
اصدیجہ تایخ سے باخبر نہیں کیا ہم نے انسانیت کی جو خودست انجام دی اس ملک کے چار چاند کا عالم
انسانی تدبیر پر اس ملت کے جواہرات ہیں اور اس کے جواہرات پڑھئے ہیں ان سے
بہنے ابھن نک اُن کو اگاہ نہیں کیا ہے اپنی ہیں کسی کو خدا نے توفیق دی تو اس پر بھکر دیا۔
یہ ملک جہودی ہے اس نے جہودی سیکولرزم کو پسند کیا ہے اس لئے یہاں پر تعداد
ایک لاہیت رکھتی ہے، ہماری تایخ ایک بیرونی قوم کی تایخ نہیں ہے ایک ایسی قوم کی تایخ
ہے جو یہاں ایک ہزار برس سے رہ رہی ہے، اس طبق مسلم شیب و فراز آئے ہیں، زندہ
قوموں کی تایخ میں شیب و فراز آتے ہیں ہیں، لیکن ان کو زنگ آمیزی کے ساتھ نایاں
کیا گیا ہے، اور اب ان کو خاص طور سے زندہ کیا جا رہا ہے، زندہ اور حکومت کرنے
والی قوموں کی تایخ میں ساری چیزیں خوشگوار اور ساری چیزیں بالکل ہموار نہیں ہوئیں
اب آپ خود فضیل کیجئے کہ آپ کے لئے اپنی دینی تعلیم کا تحفظ، اس کے
انتظامات اور اپنی آئندہ نسل کو مسلمان باقی رکھنے کی جدوجہد کتنی ضروری ہے؟ اس کے

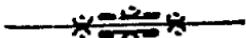
زبان قال سے بھی اور زبان حال سے بھی اس حقیقت کا اطمینان کر لینا ضروری ہے کہ ہمارے بچے خداۓ واحد کے پرستار ہوں گے، محمد رسول الشریفؐ اور وہم کو تھا اور آخری پیغمبر سمجھتے ہوں گے، یہ قرآن ہی کو اپنا دستور حیات سمجھیں گے، اکتوبر میں نے مسلمانوں کو عالمی قانون کا جو نقشہ دیا ہے، نکاح و طلاق، ننگہ و میراث، موت و حیات کے لئے جو ہمایت دی ہیں، ان کو وہ اپنے دین کا جزء سمجھیں گے، نمازوں کے پابند ہوں گے، فرائض کے پابند ہوں گے، اور اشر اور رسول سے محبت رکھتے ہوں گے، اور اللہ رسول کے نام پر اپنی عزت اور جان و مال کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

حضرات! یہی دینی تعلیمی کو نسل اور اُس کی اس دینی تعلیمی تحریک کا حامل ہے، آپ اپنی اولاد سے زبان حال سے پوچھیں یا زبان قال سے پوچھیں کہ کتنی بیخ تمت کے پریرو ہوں گے؟ اور آپ کے پاس جو وسائل اور امکانات ہیں ان سب کو اس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کریں، کیونکہ خداۓ واحد کے پرستار ہوں، اور مختصر لفظوں میں صحیح مسلمان ہوں، موحد، اس زندگی کے بعد دوسرا زندگی پر ایسا رکھتے ہوں، اس پر یقین رکھتے ہوں کہ "إِنَّ الَّذِينَ عَنْدَ اللَّهِ الْأَشْلَامُ" اللہ کے بیان جو دینِ نبیوں ہے وہ اسلام ہے۔

ہم اپنی پوری دینی خصوصیات کے ساتھ اور پوری اسلامی شخصیت کے ساتھ آزادی اور عزت کے ساتھ اس ملک میں رہیں گے، راتب اور جان کے تحفظ کی ضمانت پر چمن جانوروں کی زندگی نہیں گزاریں گے، عزت و ابر و کے ساتھ اس ملک کے نظم و نسق میں شرکیہ ہوتے ہوئے اور اس ملک میں اپنی اپنی رائے کا

انہیاں کرتے ہوئے اس ملک کی تعمیر و ترقی میں ساواں یارہ حصہ لیتے ہوئے اور اس ملک کی حفاظت کرنے کے ساتھ اور اس ملک کا نام اونچا کرنا کے ساتھ اور اس ملک کی دنیا کے دوسرے ملکوں میں عزت بڑھانے کے ساتھ ہم اس ملک میں اپنے عقائد و خصوصیات کے ساتھ رہیں گے، خدا نے اور ہمارے دین نے جو تعلیم دی ہے اور ہمارے پاس جو تابعیت ہے اس سے ہم اس ملک کو اخلاقی گروہ سے کرپش سے اور اس اخلاقی دلیوالیہ پر سے بچا سکتے ہیں اجو اس ملک کے لئے اس وقت سے یہ اخطرہ ہے، ہم اپنی نسلوں کے بھی ایمان و اسلام کی حفاظت کا بندوبست کریں گے ان کی دینی تعلیم کے لئے اسلامی مکاتب فاقہم کریں گے، ہماری آئندہ نسل کی زبان اردو ہو گی، اس لئے کہ اس کے لئے دین سے واقفیت کا سب سے آسان ذریعہ ہے اور یہ اس کی تہذیب کا نشان ہے، اس کا پچھرے ہے اس کے لئے اول توقی فیصلہ کی ضرورت ہے، اس کے بعد تھوڑی سی قربانی کی ضرورت ہے، ہمیں امید نہیں لقین ہے کہ ایک خوددار، صاحب ضمیر و عقیدہ اور صاحب دھوت اور ایک شاندار زیارتی رکھنے والی زندہ ملت کی حیثیت سے آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

وَمَا الْمُوْفِيقُ الْاَمْنُ عَنْ اَهْلِهِ -



کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے؟ امتحان ہے تو ایشارہ کا خودداری کا

(از مولانا محمود احسان حفاظہ اللہ علیہ تعلیمی کوسل یو۔ پی)

دینی تعلیمی کوسل کے صدر محترم مولانا سید ابوالحسن علی میاں حنفی کی درود تقریبی زیر نظر
کتاب پچھے میں شامل ہیں ان تقریبوں میں کوسل کی دینی تعلیمی تحریک کے محرکات و اسباب کا بیان
بھی ہے اور حالات کی تکلیفی کی شان، ہی بھی، اسلامی نظام تعلیم کو محفوظ رکھنے کا پیغام بھی
ہے اور مسلمانوں کی دینی ذمہ داری اور اسلامی حیثیت کے جذبے کو بیدار کرنے کے لئے آواز
جوس بھی کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کو سکاری نصابت نظام تعلیم کے مہلک اثر
سے بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

مولانا نے قرآن پاک کے حوالے سے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ ایک مسلمان کے ایمان کا
تفاضل یہ ہے کہ وہ اپنے بچے کے جسم سے زیادہ اُس کے ایمان کے لئے فکر نہ ہو چاہے مسلمانوں نے
اسلام کو اپنی آئندہ نسلوں کی پونچانے اور اُس کے تسلیں کو قائم رکھنے کے لئے ہمہ شریعی سے ہرگز
قربانیاں دی ہیں۔

کوسل کے ہم خادم عوص کرتے ہیں کہ اس لہم اور بنیادی کام کے لئے جس پر ملتِ اسلامیکا
آئندہ وجود مخصر ہے کوسل کی طرف سے کوئی بڑی تربیتی طلب نہیں کی جا رہی ہے اور سرست
اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، ضرورت ہے حالات کی شور اذمہ داری کے احساس اور ای غیرت کی
دینی تعلیمی تحریک کے سلطے میں کاموں کا مخفق رخاک دیا جا رہا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمان

وہ کسی سطح، کسی طبقے، کسی بارداری، کسی ملک، کسی جماعت اور کسی سیاسی خیال سے
تعلق رکھنا ہوا اس خاک کے بر و نئے کار لائی میں پانچ اپنے مقام پر پڑھ کا اور ہر کن صدر
تک فکری، علمی اور مالی تعاون اور وقت دینا اپنے لئے لازم قرار دے گا۔

مکاتب کا قیام | تحریک کا اصل مقصد ابتدا اُن دینی مکاتب کا قیام ہے ہر اُس آمادی میں
جہاں مسلمانوں کے ۲۵۔ ۴۵ گھنٹے بھی ہوں وہاں مکتب قائم گرانا یہ مکتب آزاد ہو گئے حکومت
سے منظور ہیں کہ ائمہ جامیں گے، خود کفیل ہوں گے یعنی نہ حکومت مالی امداد میں گے، اور
کسی دوسری جگہ کے مسلمانوں کے مالی امداد طلب کریں گے، مقامی مسلمان خود اپنے طور پر اخراج
کا انظام کریں گے۔ اس طور پر:-

- ۱۔ ہر گھر سے پابندی کے ساتھ دونوں وقت اُس آٹھ چاول اور دال ہیں پہنچی
تکالی جامیں جو پکانے کے لئے تکالی گئی ہو، ہفتہ وار ہر گھر سے چکی کا یہلہ و صوں کے فروخت
کر دیا جائے اور در پریمیکٹ کیٹی میں جمع کر دیا جائے۔
- ۲۔ مقامی مسلمان طکریں کہہ کا شتکار فصل پر غلے کی ایک تعین مقدار مکتب کو
دے گا، یہ مقدار فی من کتنی ہو گی یہاں تک محدود ہے مکتب کر لیں۔
- ۳۔ جو لوگ تجارت و کالت یا ملازمت کرتے ہیں وہ اپنی نقد آمدنی میں سے ایک پیسہ فی روپ
مکتب کو دینا ضروری قرار دیں۔

صباحی و شبیہہ مکاتب | جو بچے سرکاری اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہوں ان کے
یہ صبح کو یا شام کو گھنٹوں کے لئے قرآن پاک اور اردو فکر کے ذریعہ دینیات کی تعلیم کا بندوبست کرنا۔
نتظامی جلسے | شہر کے محلوں اور خلیل کے قصبات اور اہم مواضعات کے دروازے کے
بیانیں اور جلسے کے مسلمانوں کو حالات و خطرات بتائے جائیں اور مکاتب کے قیام کی

ضرورت بھائی جائے اور مکاتب کے اخراجات کے لئے چنگلی وغیرہ کا نظام بھایا جائے اسے ان جلوسوں میں ملداں ہو توں کی بھی شرکت کا بنڈ و بست ضرور کیا جائے۔

ان جلوسوں میں مکتب کیلیوں اور مدرسین کو خاص توجیہی دلائی جائے کہ وہ مکاتب میں کو نسل کا نصاب تعلیم اور اُس کی درسی کتابیں اور حجڑ وغیرہ جاری کریں، تاکہ مکاتب کے میعاد تعلیم میں مکاسنیت بھی پیدا ہو اور مکاتب سے لے کر ضلع انجمن تعلیماتِ دین اور کو نسل تک باہمی رابطے کی ایک مضبوط انجمن جائے جو بے حد ضروری کی شعبۂ خواتین شہروں اور بڑے قصبات میں کو نسل کے مرکزی شعبۂ خواتین کی شاخ کی حیثیت سے شعبۂ خواتین قائم کرنے کی بھر فکر کی جائے اخیر کی کا بہت پچ نعلق خواتین سے ہے۔

مرید تفصیل طریقۂ کار انجمن تعلیماتِ دین ضلع سے علوم کے چاہ سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ان نازک حالات میں دین کے اس بنیادی کام کے کرنے کی توفیق اور بہت عطا فرمائے اور ہماری مدد کرے۔

مجموعہ احسان